علم اسباب نزول- تجزیاتی مطالعہ

(THE CAUSES OF THE REVEALATION OF THE QURAN)

Dr. Farooq Haider
Associate Professor, Dept. of Islamic Studies, Govt. College University, Lahore.

Abstract: The Qur'an has been revealed for guidance, for all times and situations to come. However, various verses were revealed at a particular time in history and in particular circumstances. These are called Asbab al- Nuzool. Knowledge of the Occasions of revelation plays vital role in deciphering Quranic Text. This article responds to the basic questions that how the asbab of Quranic verse can be investigated? What are the functions of the asbab in exegesis? What are the asbab narratives designed to accomplish? What are the reason behind multiple narrations of Asbab? How the contradictory statements about asbab of a verse can be settled. The denial of narrations of asbab leads to wrong explanations of the Quranic verses. The article gives detailed information about the different opinions of the Scholars of Qurnic Sciences and have been analysed.

Keywords: Asbab al-Nuzool, Revelation, Quranic verses.

علوم القرآن کے مباحث میں سے ایک اہم بحث سبب نزول کی معرفت ہے۔ قرآن مجید کی متعدد آیات ایسی ہیں جن کی تفہیم ان کے نزول کے اسباب کی واقفیت پر منحصر ہے۔ لہٰذا"ایسی آیات جن کے نزول کا سبب کوئی خاص واقعہ یا سوال ہو تو وہ واقعہ یا سوال ان آیات کا سبب نزول کہلائے گا" لیکن اس کا مطلب ہر گز یہ نہیں ہے کہ بقیہ تمام آیات بنا کسی سبب کے نازل ہوئی کیونکہ پورے قرآن مجید کا مجموعی سبب نزول انسان کی ہدایت ہے۔ اس لئے ہر آیت کو کسی خاص واقعہ یا حادثہ کے ساتھ خاص کر دینا اور پھر اسے اس آیت کا سبب نزول قرار دینا درست نہیں۔ اس حقیقت کو شاہ صاحب نے یوں بیان کیا ہے:

"عام مفسرین نے ہر ایک آیت کو خواہ وہ مباحثہ کی ہو یا احکام کی کسی قصے کے ساتھ مربوط کیا ہے اور اس قصے کو اس آیت کے نازل ہونے کا سبب بتایا ہے ۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ نزول قرآن سے اصلی مقصد نفس انسانی کی تہذیب اور باطل عقائد اور فاسد اعمال کی تردید ہے۔ پس عوام میں باطل عقائد کے سبب سے آیات مباحثہ نازل ہوئیناور ان میں فاسد اعمال اور مظالم کی اصلاح کے لئے

آیات احکام اتاری گئیں۔ اسی طرح آیات تذکیر کے نزول کا سبب عوام کو غفلت سے بیدار کرنے کے لئے ہے جن میں یا تو اللہ کی نعمتوں کا بیان کیا گیا ہے۔ یا عذاب و انقلاب کی تاریخی واقعات یاد دلائے گئے ہیں۔ یا موت اور اس کے بعد ہونے والے ہولناک واقعات کی وضاحت کی گئی ہے۔ جزئی واقعات کا جہاں بیان کیا گیا ہے وہ فی نفسہ مقصود نہیں ہیں۔ مگر صرف بعض آیتوں کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ یہ وہ آیتیں ہیں جو ان واقعات کی طرف اشارہ کرتی ہیں جو آنحضرت ﷺ کے زمانے میں یا اس سے کچھ پہلے واقع ہوئے۔ کیونکہ اس اشارے سے سننے والے کے دل میں انتظار کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ توجہ سے واقعہ کی تفصیل سننا چاہتا ہے۔اس لئے ہم پر لازم ہے کہ ان علوم کی تفصیل اس طرح کریں کہ جزئی واقعات کو بیان کرنے کی تکلیف نہ اٹھانی پڑے"۔(1)

یعنی باطل عقائد، فاسد اعمال اور قلوب کی غفلت ہی وہ اسباب ہیں جن کی اصلاح و تزکیہ کے لیے آیات مخاصمہ، آیات احکام اور آیات تذکیر نازل ہوئیں۔موضوع زیر بحث کا تعلق آیات کی اس قسم سے ہے جو کسی خاص واقعہ، حادثہ یا سوال کے بعد نازل ہوئیں۔ ایسی آیات کے اسباب نزول کو جانے بغیر صحیح مفہوم ذہن نشین نہیں ہو سکتا۔

سبب نزول کی اہمیت و فوائد:

امام ابن تیمیہؒ نے سبب نزول کی اہمیت میں لکھا ہے۔

عرفة سبب النزول يعين على فهم الاية فان العلم بالسبب يورث العلم بالمسبب۔(2)

سبب نزول کی پہچان آیا ت کے سمجھنے میں مدد دیتی ہے کیونکہ سبب کے علم سے مسبب کا علم حاصل ہوتا ہے۔

شاہ ولی اللہ نے اس حوالے سے مفسر کے لیے دو باتوں سے واقفیت کو ضروری قرار دیا:

۱۔ جن قصص و واقعات کے اشارے قرآنی آیات میں آتے ہیں ان کا علم ہو کیونکہ آیات کے اشارے کا سمجھنا واقعات کے علم کے بغیر ممکن نہیں۔

۲۔ قصے کے وہ اجزاءبی جاننے چاہئیں جن سے تمام باتوں کی تخصیص ہوتی ہے یا کوئی اور فائدہ حاصل ہوتا ہے مثلاً کلام کو اس کے ظاہری معنی سے پھیرنے کی وجوہ کو جاننا کیونکہ اس کے بغیر آیات کے اصل مقصد کو سمجھنا ممکن نہیں۔(3)

فہم قرآن میں سبب نزول کی اہمیت کیا ہے اور اس سے کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں یہاں بطور مثال چند قرآنی شواہد درج ذیل ہیں:

۱۔ ایک فائدہ یہ ہے کہ آیت کے معانی سے واقفیت حاصل ہوتی ہے اور اشکال کا ازالہ ہوتا ہے۔(4)

مثال کے لیے چند آیات درج ذیل ہیں:

سورہ آل عمران کی آیت (لاَ تَحسَبَنَّ الَّذِینَ یَفرَحُونَ بِمَا اَتَوا)(5) کے معنی سمجھنے میں مروان بن حکم کو اشکال ہوا۔(6)

امام بخاری نے روایت نقل کی: مروان نے اپنے دربان سے کہا اے رافع تم حضرت ابن عباسؓ کے پاس جاؤ اور ان سے (اس آیت کے بارے) پوچھو کیونکہ (اس آیت سے تو معلوم ہوتا ہے) ہر انسان جو اسے نعمت ملے اگر اس پر وہ خوش ہوتا ہے اور اس بات کو پسند کرتا ہے کہ جو اس نے نہیں بھی کیا اس پر بھی اس کی تعریف کی جائے۔ اس وجہ سے اگر وہ لائق عذاب ہے۔ تو پھر ہم سب کو عذاب ہونا چاہئے۔ اس پر حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: تمہارا اس آیت سے کیا تعلق ہے۔ نبی کریم نے یہود کو بلایااور ان سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے اصل بات کو چھپا لیا اور آپ کو کچھ اور بتا دیا۔ اب انہوں نے یہ سمجھا کہ انہوں نے آپ کو اس بات کی خبر دے دی ہے جس بارے آپ نے ان سے پوچھا لہٰذا اس پر ان کی تعریف کی جائے حالانکہ حق بات چھپا رکھنے پر وہ خوش تھے۔ اس کے بعد حضرت ابن عباسؓ نے یہ آیات پڑھیں:

(وَإذَ اَخَذَ اللّٰهُ مِیثَاقَ الَّذِینَ أُوتُوا الکِتَابَ لَتُبَیِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلاَ تَکتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَاء ظُهُورِہِم وَاشتَرَوا بِهِ ثَمَناً قَلِیلاً فَبِئسَ مَا یَشتَرُون لاَ تَحسَبَنَّ الَّذِیَ یَفرَحُونَ بِمَا اَتَوا وَّیُحِبُّونَ اَن یُحمَدُوا بِمَا لَم یَفعَلُوا)(۷، ۸)

اور جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے پختہ عہد لیا تھا جن کو کتاب دی گئی کہ وہ لوگوں کے سامنے کتاب کو وضاحت سے بیان کریں گے اور اسے چھپائیں گے نہیں۔ پھر انہوں نے کتاب کو پس پشت ڈال دیا اور اسے تھوڑی قیمت کے عوض بیچ ڈالا کتنی بری ہے وہ قیمت جو وہ وصول کر رہے ہیں۔ جو لوگ اپنے کرتوتوں پر خوش ہوتے ہیں اور چاہتے یہ ہیں کہ ان کی ایسے کاموں پر تعریف کی جائے جو انہوں نے کئے بھی نہیں ان کے متعلق یہ گمان نہ کیجئے کہ وہ عذاب سے نجات پا جائیں گے ان کے لیے تو دردناک عذاب ہے۔

حضرت ابن عباسؓ نے جب آیت کے سبب نزول کی وضاحت کی تب جا کر مروان کا اشکال رفع ہوا۔

سورہ مائدہ کی آیت جس سے بظاہر یہ اشکال واقع ہوتا ہے کہ ایمان و عمل صالح اور تقویٰ کے ہوتے ہوئے جو کچھ بھی کھا لیا جائے اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ:

(لَیسَ عَلَی الَّذِینَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاح فِیمَا طَعِمُواذَا مَا اتَّقَوا وَّآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ)(9)اس آیت کے سبب نزول جاننے سے واضح ہوتا ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی مراد و منشاءکیا ہے؟

حضرت براءؓ سے روایت ہے حرمت شراب کے حکم سے پہلے آپ ﷺ کے کئی اصحابؓ وفات پا چکے تھے لہٰذا جب شراب حرام ہوئی تو لوگوں نے کہا ہمارے ان اصحابؓ کا کیا ہوگا جو وفات پا گئے اور وہ شراب پیا کرتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی--- (10)

سورہ بقرہ کی آیت(نَّ الصَّفَا وَالمَرَوَۃَ مِن شَعَآئِرِ اللّٰہِ فَمَن حَجَّ البَیتَ اَوِ اعتَمَرَ فَلاَ جُنَاحَ عَلَیہِ اَن یَطَّوَّفَ بِہِمَا وَمَن تَطَوَّعَ خَیراً فَنَّ اللّٰہَ شَاکِر عَلِیمز) (11)سے بظاہر یہ شبہ ہوتا ہے کہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی مباح ہے اگر نہ بھی کی جائے تو کوئی گناہ نہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ ایسی ہی غلطی حضرت عروہؓ کو بھی لگی جن کے استفسار پر حضرت عائشہؓ نے آیت کا سبب نزول بیان فرما کر شبہہ کا ازالہ فرمایا۔

روایت ہے ہشام بن عروہ سے کہ انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ ام المومنین سے پوچھا اور اس وقت میں کم سن تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان (اِنَّ الصَّفَا وَالمَرَوَۃَ مِن شَعَآئِرِ اللّٰہِ فَمَن حَجَّ البَیتَ اَوِ اعتَمَرَ فَلاَ جُنَاحَ عَلَیہِ اَن یَطَّوَّفَ بِہِمَا) سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص صفا اور مروہ کا طواف نہ کرے تب بھی کوئی گناہ نہیں۔ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں اگر یہ مطلب ہوتا تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتے "اگر کوئی ان کا طواف نہ کرے تو کوئی گناہ نہیں"یہ آیت انصار کے حق میں اتری وہ حالت احرام میں مناۃ کا نام پکارتے یہ بت قدید-(12)(مکہ کے قریب جگہ کا نام) کے مقام پر رکھا ہوا تھا۔ انصار اس لئے صفا اور مروہ کا طواف برا سمجھتے تھے۔ جب اسلام آیا تو انہوں نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی--(13)

سورہ انفال کی آیت (وَمَا رَمَیتَ ذِ رَمَیتَ وَلَکِنَّ اللّہَ رَمَی) (14)

یہاں الفاظ کے ظاہر سے اللہ کی مراد واضح نہیں ہو سکتی جب تک وہ واقعہ معلوم نہ ہو جس کی طرف اس آیت میں اشارہ پایا جاتا ہے۔ امام واحدی نے لکھا ہے:

"اکثر اہل تفسیر کی یہی رائے ہے کہ یہ آیت آپ کے غزوہ بدر کے روز وادی کی مٹھی بھر کنکریاں پھینکنے کے بارے نازل ہوئی۔ جب آپ نے مشرکین سے کہا چہرے مسخ ہو جائیں اور پھر مٹھی سے وہی کنکریاں ان کی طرف

پھینکیں۔ کسی بھی مشرک کی آنکھ نہ بچی ہوگی جس میں کوئی نہ کوئی کنکر داخل نہ ہوا ہو۔ (15)

علامہ سےوطی نے بھی اسی قول کو مشہور قرار دیا۔ (16)

۲۔ اسباب نزول کی معرفت کا ایک فائدہ یہ ہے کہ اس سے "حکم کے مشروع ہونے کی حکمت معلوم ہوتی ہے"۔(17)

جیسا کہ شراب کی حرمت میں نازل ہونے والی آیات کے سبب نزول کو جاننے سے حرمت شراب کی حکمتیں معلوم ہوتی ہیں اس طرح آیات ظھار ہیں۔ لیکن یہاں کسی کو یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ حکم پر عمل اس کی حکمت جاننے سے مشروط ہے۔

۳۔ ایک فائدہ یہ ہے کہ سبب نزول ہی کے ذریعے اس شخص کا نام معلوم ہوتا ہے جس کے بارے میں کوئی آیت اتری ہے اور آیت کے مبہم حصہ کی بھی اسی ذریعہ سے تعیین ہو سکتی ہے۔ (18)

چند آیات قرآنیہ بطور مثال درج ذیل ہیں:

(لاَّ تَنصُرُوهُ فَقَد نَصَرَهُ اللّهُ ذِ اَخرَجَهُ الَّذِینَ کَفَرُوا ثَانِیَ اثنَینِ ذِ ہُمَا فِی الغَارِذ یَقُولُ لِصَاحِبِهِ لاَ تَحزَنِنَّ اللّهَ مَعَنَا)(19)

اگر تم نہ مدد کرو گے (رسول کی) تو اس کی مدد کی ہے اللہ نے جس وقت اس کو نکالا تھا کافروں نے کہ وہ دوسرا تھا دو میںجب وہ دونوں تھے غار میں جب وہ کہہ رہا تھا اپنے رفیق تو غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

مذکورہ بالا آیت کے سبب نزول میں وارد روآیات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ثانی اثنین، ھما، لصاحبہ اور معنا میں آپ کے ساتھ آپ کے صحابی حضرت ابو بکر صدیقؓ مراد ہیں۔ (20)

اسی طرح سورہ احزاب کی آیت (وَاِذ تَقُولُ لِلَّذِی اَنعَمَ اللَّهُ عَلَیهِ وَاَنعَمتَ عَلَیهِ اَمسِک عَلَیکَ زَوجَکَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخفِی فِی نَفسِکَ مَا اللَّهُ مُبدِیهِ ۔۔۔۔) (21)

میں جس شخصیت پر انعام کی بات کی گئی وہ حضرت زید بن حارثہؓ ہیں۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ یہ آیت (و تخفی فی نفسک ما اللہ مبدیه) حضرت زینب بنت جحش اور زید بن حارثہ کے بارے نازل ہوئی۔ (22)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت زید بن حارثہ نے رسول اللہ ﷺ سے حضرت زینب بنت جحش کی شکایت کی تو نبی کریم نے فرمایا اپنی بیوی کو اپنے پاس روک کے رکھو تو یہ آیت نازل ہوئی (وتحفی فی نفسک ما اللہ مبدیه) (23)

سبب نزول کی روایات سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ سورہ احزاب کی ان آیات میں کن شخصیات کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ جیسے درج ذیل آیت کے بارے مروان نے کہا کہ یہ حضرت عبدالرحمن کے بارے نازل ہوئی جواب میں حضرت عائشہ نے اس کے قول کی تردید فرمائی۔

(وَالَّذِی قَالَ لِوَالِدَیهِ أُفٍّ لَّکُمَا اَتَعِدَانِنِی اَن اُخرَجَ وَقَدخَلَت القُرُونُ مِن قَبلِی)(24)

اور جس شخص نے اپنے والدین سے کہا تف ہو تم پر تم مجھے اس بات سے ڈراتے ہو کہ میں (زندہ کر کے زمین سے) نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے بہت سی نسلیں گزر چکی ہیں۔ (ان میں سے کوئی بھی جی کر نہیں اٹھا)۔

امام بخاری نے اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی:یوسف بن مالک سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مروان حضرت معاویہؓ کی طرف سے حجاز کا حاکم تھا اس نے خطبہ دیا جس میں یزید بن معاویہ کا تذکرہ کیا تاکہ حضرت معاویہؓ کے بعد لوگ اس کی بیعت کرلیں اس پر حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر نے اس سے کچھ کہا تو مروان نے ان کو پکڑنے کا حکم دیا۔ حضرت عبدالرحمن اپنی بہن حضرت عائشہؓ کے گھر چلے گئے وہاں انہیں کوئی نہیں پکڑ سکا۔ تو مروان نے (تنگ آکر غصہ میں) کہا کہ عبدالرحمن وہ شخص ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ((والذی قال لوالدیه اف لکما اتعد اننی)) اس پر حضرت عائشہؓ نے پردے کے پیچھے سے جواب دیا اللہ تعالیٰ نے ہمارے بارے قرآن مجید کی کوئی ایسی آیت نہیں اتاری البتہ اللہ تعالیٰ نے میری عفت میں آیات نازل کیں۔ (25)

۴۔ ایک فائدہ یہ ہے کہ سبب نزول کی معرفت سے حصر کا توہم دور ہوتا ہے۔ امام شافعی نے قول باری تعالیٰ (قُل لاَّ اَجِدُ فِیمَا اُوحِیَ لَیَّ مُحَرَّماً -----الایة) - (26)کے معنی میں فرمایا ہے کہ جس وقت کفار نے اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام اور اس کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال قرار دیا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی کیونکہ کفار محض ضد کی وجہ سے ایسا کرتے تھے۔ اس لئے یہ آیت ان کے اس مقصد کی نفی کے لیے لائی گئی۔ گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کوئی چیز حلال نہیں ہے مگر وہی جس کو تم یعنی کفار نے حرام قرار دیا اور کوئی چیز حرام نہیں ہے مگر وہی جس کو تم نے حلال ٹھہرایا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص یہ کہے کہ تم آج میٹھا ہی کھاؤگے تو دوسرا جواب میں یوں کہی کہ میں آج میٹھا ہی کھاؤں گا۔ یہاں آیت کا مقصد ضد کا اظہار ہے۔ حقیقت میں نفی واثبات نہیں ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا حرام ہیں ہیہ اشیاء: مردار، خون، خنزیر کا گوشت، اور وہ جانور جن پر غیر اللہ کا نام لیا گیا۔ جن کو تم حلال ٹھہرا رکھا ہے یہاں مقصد یہ نہیں کہ ان کے علاوہ سب حلال ہیں کیونکہ یہاں حرمت کا اثبات مقصود ہے نہ کہ حلت کا۔ (27)

سبب نزول کی پہچان:

آیات قرآنیہ کے نزول کے اسباب کو جاننے کے لیے ہمارے پاس ایک ہی راستہ ہے کہ منقولات کی طرف رجوع کیا جائے اس ضمن میں یہ ضرور ہے کہ ان روایات کی جانچ پڑتال ضرور کر لی جائے۔ امام واحدی نے لکھا ہے:

ولا یحل القول فی اسباب نزول الکتاب الا بالروایة والسماع ممن شاھد التنزیل ووقف علی الا سباب۔۔۔(28)

یعنی کتاب اللہ کے سبب نزول کے بارے کوئی بات کہنا جائز نہیں سوائے ان لوگوں کی روایت و سماع کے جنہوں نے نزول قرآن کا خود مشاہدہ کیا اور جو اس کے اسباب سے واقف ہے۔

روایات سبب نزول کو جاننے کے لیے سب سے پہلے اقوال صحابہ کرامؓ کی طرف رجوع کیا جائے گا جو نزول قرآن کے نہ صرف عینی شاہد تھے بلکہ خود کئیآیات کے نزول کا سبب بھی تھے۔ عہد نبوی میں وہ واحد طبقہ صحابہ کرامؓ ہی کا تھا جو نزول قرآن کے مقامات، احوال و واقعات اور کس کس بارے کیا نازل ہوا سے پوری طرح واقف تھا یہی وجہ ہے حضرت علیؓ نے فرمایا:

قسم ہے اللہ کی، کتاب اللہ کی کوئی آیت ایسی نازل نہیں ہوئی جس کے بارے میں یہ نہ جانتا ہوں کہ وہ کس بارے نازل ہوئی اور کہاں نازل ہوئی اور کس پر نازل ہوئی۔ (29)

ایسی ہی روایت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی منقول ہے۔ (30)

اسباب نزول سے متعلق صحابی کیروایت موقوف نہیں بلکہ مسند کہلائے گی۔ محدث امام حاکم نے لکھا ہے:

"فان الصحابی الذی شھدالوحی والتنزیل فاخبر عن آیة من القرآن انھا نزلت فی کذا وکذا فانه حدیث مسند"۔ (31)

صحابہ کرامؓ کے بعد دوسرا طبقہ تابعین کرامؒ کا ہے جن کی سبب نزول کے بارے روایت کی قبولیت کے لیے علامہ سےوطی نے چند شرائط بیان کیں ہیں:

۱۔ اس کی سند صحیح ہو گی۔
۲۔ وہ تابعی ان آئمہ تفسیر میں سے ہو جو صحابہؓ سے روایت کرتے ہیں جیسے حضرت مجاھدؒ، حضرت عکرمہؓ اور حضرت سعید بن جبیرؒ۔
۳۔ اس روایت کو کسی دوسری مرسل روایت سے تقویت ملتی ہو۔ (32)

اگر مذکورہ بالا شرائط پوری ہوتیں ہوں تو بقول علامہ سےوطیایسیروایت کو قبول کیا جائے گا۔ لیکن جہاں تک اس اصطلاح "نزلت ھذہ الایة فی کذا" کا تعلق ہے تو ضروری نہیں صحابہؓ یا تابعینؒ جب یہ فرماتے ہیں نزلت ھذہ الایة فی کذا تو وہ

اس متعلقہ آیت کا سبب نزول بیان کر رہے ہوتے ہیں بلکہ وہ تفسیر ہو سکتی ہے یا وہ مفہوم یا حکم اس آیت میں داخل ہو سکتا ہے یا پھر ممکن ہے کہ وہ صحابی کا استدلال ہو۔ علامہ زرکشی فرماتے ہیں:

> وقد عرف من عادة الصحابة والتابعين ان احدهم اذا قال نزلت هذه الاية فى كذا فانه يريد بذلک ان هذه الاية تتضمن هذا الحكم؛ لاان هذا كان السبب فى نزولها--- فهو من جنس الاستدلال على الحكم بالا ية؛ لا من جنس النقل لما وقع-(33)

صحابہؓ اور تابعین کی عادت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جب ان میں سے کوئی یہ کہتا نزلت هذه الاية فى كذا (یہ آیت اس بارے نازل ہوئی)تو اس سے مراد یہ ہوتی تھی کہ یہ آیت اس حکم کو شامل ہے یہ نہیں کہ یہ آیت کے نزول کا سبب ہوتا۔ ان کا یہ کہنا اصل میں آیت کے ساتھ حکم پر استدلال کرنا ہے نہ کہ سبب نزول کا واقعہ نقل کرنا۔ اس مسئلہ میںنزلت هذه الاية فى كذا کی اصطلاح کو سمجھنا بہت ضروری ہے یہی وہ اصطلاح ہے جس کی وجہ سے شاہ ولی اللہ نے اسباب نزول کو ایک دشوار مسئلہ قرار دیا اور اس اصطلاح کی خوب وضاحت فرمائی۔

"صحابہؓ اور تابعین کے بیانات سے جو نتیجہ نکالا جا سکتا ہے وہ یہ کہ یہ حضرات جہاں یہ کہتے ہیں: نزلت فى كذا (یعنی یہ آیت فلاں بارے میں نازل ہوئی) تو یہ کسی خاص واقعہ سے مخصوص نہیں ہوتا جو آنحضرت □ کے زمانے میں ہوا اور نزول آیت کا سبب بنا ان حضرات کی یہ عادت تھی کہ وہ ایسے مواقع کا جو آنحضرت □ کے زمانے میں یا اس کے بعد آئے ہوں ذکر کرتے تو کہہ دیا کرتے کہ یہ آیت ایسے موقع پر نازل ہوئی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ آیت پوری طرح اسی واقعہ پر منطبق ہو، بلکہ اصل حکم پر منطبق ہونا چاہیے۔ کبھی ایسا بھی ہوا ہے آنحضرت □ کے مبارک زمانے میں کوئی واقعہ ہوا اور صحابہؓ نے اس سے متعلق کچھ سوال کیا اس پر حضور □ نے اس کا حکم کسی آیت سے اخذ فرما کر موقع پر تلاوت کردی۔ ایسے واقعات کو بھی بیان کرتے وقت صحابہ نزلت فى كذا کہہ دیا کرتے اور کبھی کہتے مانزل الله قوله كذا یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنا حکم اس طرح نازل فرمایا۔ اس کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت□ کا اس آیت سے استنباط اور اس وقت قلب مبارک جو کچھ القا ہوا وہ بھی وحی اور نفث فی الروح کیایک قسم ہے۔ اس لئے ایسے موقع پر فانزلت(پس اتاردی گئی) کہنا جائز ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی شخص اسے تکرار نزول سے تعبیر کرلے"۔ (34)

متقدمین مفسرین نے چونکہ اپنی تفاسیر میں سبب نزول کو بہت کثرت کے ساتھ بیان کیا ہے اور صحابہ اور تابعین کے وہ اقوال (جن میں نزلت ھذہ الایۃ فی کذایا اس سے ملتے جلتے دیگر الفاظ جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سبب نزول بیان کر رہے ہیں) تفاسیر میں بکثرت ہیں۔ اس بارے شاہ صاحب نے حل اختلاف کے حوالے سے صراحت کی:اس فقیر کے نزدیک یہ بات پایہ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ صحابہؓ اور تابعین جو اکثر کہا کرتے تھے کہ یہ آیت ایسے اور ایسے موقع پر نازل ہوئی اس سے ان کی غرض صرف آیت کے مصداق کا تصور دلانا ہوتا تھا (تاکہ لوگ یہ سمجھ جائیں کہ کیسے مواقع پر اسے پیش نظر رکھا جائے) نیز اس سے مقصود بعض مخصوص واقعات کا ذکر بھی ہوتا تھا جو آیت میں بطور عمومیت شامل ہوں۔ چاہے وہ واقعہ (جسے انہوں نے سبب نزول بتایا) آیت کے نزول سے پہلے ہوا ہو یا بعد میں وہ اسرائیلی قصہ ہو یا جاہلی یا اسلامی آیت کے تمام قیود کو حاوی ہو یا اس کے بعض حصے کو واللہ اعلم۔ اس تحقیق سے معلوم ہو گیا کہ اجتہاد کو بھی سبب نزول میں دخل ہے اور اس میں متعدد قصوں کے ذکر کرنے کی گنجائش ہے جو شخص اس نکتے کو پیش نظر رکھے گا وہ تھوڑی سی توجہ سے سبب نزول میں اختلاف کا حل نکال لے گا۔ (35)

معلوم ہوا کہ نزلت ھذہ الایۃ فی کذا کی اصطلاح اپنے اندر بہت وسعت رکھتی ہے۔ صحابہؓ و تابعینؒ جب کسی بھی روایت میں یہ اصطلاح استعمال کرتے ہیں تو ضروری نہیں ہوتا کہ وہ آیت کا حقیقی سبب نزول ہی بیان کر رہے ہیں۔

اس کی پہچان کے دو طریقے ہیں ایک قول وہ ہے جس میں یہ کہا گیا ہو"سبب نزل ھذہ الایۃ کذا" یہ عبارت تو سبب کے بیان میں واضح نص ہے اور اس میں کسی دوسری بات کا احتمال نہیں اسی طرح اگر راوی کسی سوال یا واقعہ کو بیان کرکے پھر کہے فانزل اللہ کذا تو یہ بھی (سبب کو بیان کرنے میں)نص ہے۔ چاہے کبھی انزال کی صراحت نہ بھی کرے کیونکہ قصہ کے مضمون اور مقصد سے ہی معلوم ہو جائے گا کہ ان آیات یا آیت کے نزول کا سبب یہی سوال اور واقعہ ہی ہے۔ اس کی مثال آیت روح کا سبب نزول ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے۔ دوسرا قول "نزلت ھذہ الایۃ فی کذا" ہے ۔ یہ عبارت سبب کے بیان میں نص نہیں ہے۔ اس میں دونوں باتوں کا احتمال موجود ہے یعنی سبب کا بھی اور محض معانی کے بیان کا بھی، جس میں آیت کسی حکم پر مشتمل ہوتی ہے ۔ اس صورت میں قرائن سے کسی ایک احتمال کا تعین ہوتا ہے یا پھر ایک کو ترجیح دے دی جاتی ہے۔ (36)

لیکن جب صحابیؓ کی روایت میں سبب کی صراحت ہو جائے جس کے بعد آیت نازل ہوئی تو تمام محدثین کے نزدیک وہ مسند روایت ہوگی۔ (37)

اعتبار الفاظ کے عموم کا ہوگا یا سبب کے خاص ہونے کا:
یہ ایک اصولی بحث ہے اور اس بات میں اختلاف ہے کہ عام اپنے عموم پر باقی رہے گا چاہے اس کا سبب خاص ہو یا پھر خاص سبب کا اعتبار کیا جائے گا۔
جمہور فقہاء، اصولیین، مفسرین اور دیگر علماءکے نزدیک معتمد قول یہی ہے کہ "ان العبرۃ لعموم اللفظ لالخصوص السبب"۔ (38)
امام ابن تیمیہ کے نزدیک ایک عمومی حکم کو اس کے سبب نزول تک محدود کر دےنا جائز نہیں بلکہ باطل ہے۔ لکھتے ہیں: قصر عمومات القرآن علی اسباب نزولها باطل۔ (39)
عام حکم چاہے کسی خاص سبب سے نازل ہوا چاہے وہ سبب کوئی سوال ہو یا واقعہ کا اعتبار نہیں کیا جائے گا جس کی وجہ سے آیت نازل ہوئی بلکہ آیت کے عموم کا اعتبار کرتے ہوئے اس میں شامل تمام افراد پر ایک سا حکم جاری ہوگا۔ جو بھی اس حکم کے عموم میں شامل ہوگا وہ اس کا مکلف ہوگا۔ اس لئے آیت میں موجود حکم کو خاص اس فرد تک محدود نہیں کیا جائے گا جس کے بارے وہ حکم نازل ہوا سوائے اس کے کہ اس کی تخصیص پر کوئی دوسری دلیل قائم ہو۔
علامہ عبدالوہاب خلاف نے لکھا ہے:

اذ ورد النص الشرعی بصیغة عامة وجب العمل بعمومه الذی دلت علیه صیغته، ولا اعتبار لخصوص السبب الذی وردالحکم بناءعلیه، سواءکان السبب سوالا ام واقعة حدثت۔ لان الواجب علی الناس اتباعه هو ما ورد به نص الشارع، وقد ورد نص الشارع بصیغة العموم فیجب العمل بعمومه ولا تعتبر خصوصیات السوال او الواقعه التی ورد النص بناءعلیها، لان عدول الشارع فی نص جوابه اوفتواه عن الخصوصیات الی التعبیر بصیغة العموم قرینة علی عدم اعتبار تلک الخصوصیات۔ (40)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اگر کسی خاص سبب سے کوئی حکم نازل فرمایا اور اس کے لیے عموم کا صیغہ استعمال کیا تو لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کے عموم کی اتباع کریں کیونکہ شارع کی جانب سے صیغہ عموم کا استعمال ہی ان خصوصیات کا اعتبار کرنے میں مانع ہے جو کسی سوالیا واقعہ کے ساتھ خاص ہوں اور نص کے وارد ہونے کا سبب بنی ہوں۔
قاعدہ مذکورہ کی مزید وضاحت کے لیے مقدمہ فی اصول التفسیر سے ایک اقتباس درج ذیل ہے:

قد بجی کثیرا من هذا الباب قولهم هذه الایة نزلت فی کذا لا سیما ان کان مذکور شخصا کا سباب النزول المذکوره فی التفسیر کقو لهم ان آیة الظهار نزلت فی امراة

ثابت بن قيس بن شماس وان آية اللعان نزلت فى عويمرالعجلانى او هلال بن امية۔۔۔ ونظائر هذه كثير مما يذكرون انه نزل فى قوم من المشركين بمكة او فى قوم من اهل الكتاب اليهود والنصارى او فى قوم من المومنين فالذين قالوا(ذلک) لم يقصدوا ان حكم الاية مختص باولئک الاعيان دون غيرهم فان هذا لا يقوله مسلم ولا عاقل على الاطلاق-(41)

اس باب میں اکثر مفسرین یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت فلاں معاملہ میں نازل ہوئی خاص طور پر جب کسیخاص شخص کا نام بھی مذکور ہو جیسا کہ تفسیر میں اسباب نزول بیان کئے گئے ہیں جن میں وہ یہ کہتے ہیں کہ آیت ظہار ثابت بن قیس بن شماس کی بیوی کے بارے نازل ہوئی اور ایک لعان عویمر عجلانییا پھرہلال بن امیہ کی بابت نازل ہوئی --- ایسے کئی نظائر موجود ہیں جب متقدمین یہ کہہ دیا کرتے کہ یہ آیت مشرکین مکہ، اہل کتاب یعنییہود و نصاریٰیا پھر اہل ایمان کے کسی خاص گروہ یا طبقہ سے تعلق نازل ہوئی تو ان اقوال سے انکا مقصد یہ نہیں ہوتا کہآیت کا حکم انہی خاص افراد کے ساتھ مخصوص ہو گیا اور اس میں کوئی دوسرا فرد شامل نہیں ہے تو علی الاطلاق ایسی کوئی بات کوئی مسلمان اور دانا انسان نہیں کہ سکتا۔

یہاں قاعدہ کی وضاحت میں چند روایات درج ذیل ہیں جس میں خاص سبب کی بجائے عموم کا اعتبار کئے جانے کے شواہد ملتے ہیں۔

۱- (فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضاً اَوبِهِ اَذًى مِّن رَّاسِهِ فَفِديَة مِّن صِيَامٍ اَوصَدَقَةٍ اَونُسُكٍ---) (42)

اس آیت کے سبب نزول میں عبدالرحمن بن اصبہانی سے روایت ہے فرماتے ہیں:

سمعت عبدالله بن معقل قال: قعدت الى كعب بن عجرة فى هذا المسجد۔ يعنى: مسجد الكوفة۔ فسالته عن: فدية من صيام۔ فقال: حملت الى النبیﷺ والقمل يتناثر على وجهى، فقال (ما كنت ارى ان الجهد قد بلغ بک هذا اما تجد شاة؟) قلت لا، قال: (صم ثلاثة ايام، او اطعم ستة مساكين لكل مسكين نصف صاع من طعام، واحلق راسک)۔ فنزلت فِىَّ خَاصَّةً، وهى لكم عامَّة- (43)

میں نے عبداللہ بن معقل سے سنا انہوں نے کہا کہ میں کعب بن عجرہ کے پاس مسجد کوفہ میں بیٹھا تھا میں نے ان سے (فدية من صيام) آیت کے بارے سوال کیا انہوں نے کہا کہ مجھے نبی کریم کے پاس لے جایا گیا اس حالت میں کہ جوئیں میرے چہرے پر گر کر آرہی تھیں تو آپ نے فرمایا مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ

تجھے ایسی تکلیف پہنچی ہے کہا تو ایک بکری کا اختیار رکھتا ہے میں نے جواب دیا نہیں پھر آپ نے فرمایا کہ تو تین روزے رکھ لے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے ہر مسکین کے لیے کھانے کا نصف صاع ہوگا اور اپنا سر منڈالے۔ (کعب نے کہا) یہ آیت خاص طور پر میرے لئے نازل ہوئی مگر اس کا حکم تم سب لوگوں کے لیے ہے۔

۲۔　حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے:

ان رجلا اصاب من امراة قُبلة فاتی رسول الله ﷺ فذکر ذلک له، فانزلت علیه: ((وَاَقِمِ الصَّلاَۃَ طَرَفَیِ النَّہَارِ وَزُلَفاً مِّنَ اللَّیلِ اِنَّ الحَسَنَاتِ یُذہِبنَ السَّیِّئَاتِ ذَلِکَ ذِکرَی لِلذَّاکِرِینَ))(44) قال الرجل : الی هذه ؟ قال ((لمن عمل بها من امتی))۔ (45)

کہ ایک شخص نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر اپناگناہ بیان کیا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی (اور آپ دن کے دونوں طرفوں کے اوقات میں اور کچھ رات گئے نماز قائم کیجئے۔ بلا شبہ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو ، یہ ایکیاد دہانی ہے ان لوگوں کے لیے جو (اللہ) کو یاد کرتے رہتے ہیں)۔ اس شخص نے آپ سے پوچھا کہ یہ خاص میرے لئے ہے۔ آپ نے فرمایا(میری امت کا کوئی بھی شخص اگر ایسا کرے اس کے لیےیہی حکم ہے)۔

۳۔　(وَمِنَ النَّاسِ مَن یُعجِبُکَ قَولُہُ فِی الحَیَاۃِ الدُّنیَا وَیُشہِدُ اللّہَ عَلَی مَا فِیقَلبِہِ وَہُوَ اَلَدُّ الخِصَامِ)(46)

امام طبری نے اس آیت کی تفسیر مینروایت نقل کی ہے: جب سعید مقبری نے محمد بن کعب قرظی سے پوچھا کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ آیت کس کے بار ے میں نازل ہوئی تو محمد بن کعب قرظی نے جواب میں فرمایا: ان الایة تنزل فی الرجل ثم تکون عامة بعد- (47)

آیت ایک شخص کے حق میں نازل ہوتی بعد ازاں وہ عام ہوجاتی یعنی اس کا حکم عام ہو جاتا۔

۴۔　حضرت ابن عباسؓ سے بھی ایک روایت مروی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عموم کا اعتبار کرتے تھے کیونکہ انہوں نےآیت سرقہ کے بارے میں، باوجود اس کے کہ اس کا نزول چوری کرنے والی ایک خاص عورت کی بابت ہوا تھا، حکم کے عموم کا اعتبار کیا۔۔۔ نجدہ حنفی سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے آیت (وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَۃُ فَاقطَعُوااَیدِیَہُمَا) (48) کے بارے سوال کیا کہ یہ خاص ہے یا عام جواب میں حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اس آیت کا حکم عام ہے۔ (49)

جمہور کا موقف تو واضح ہے کہ اگر نص کے الفاظ عام ہیں اور حکم کےلئے صیغہ عموم استعمال ہوا ہے تو اس میں حکم کو صرف ان خاص افراد تک محدود نہیں کیا جائے گا جن کے سبب سے یا جن کے بارے میں وہ آیات نازل ہوئیں ہیں بلکہ اس جیسے تمام افراد کے لیے وہی حکم ہوگا اور ان کے لئے بھی وہ نص یکساں طور پر دلیل ہوگی الا یہ کی عموم کی تخصیص پر کوئی اور دلیل وارد نہ ہوئی ہو۔ جمہور کے علاوہ دیگر علماءیعنی غیر جمہور کے نزدیک لفظ کے عموم کی بجائے سبب کے خاص ہونے کا اعتبار کیا جائے گا۔ آیت کے عام الفاظ جو خاص اسباب کے بعد نازل ہوئے انہیں ان اسباب تک ہی محدود رکھا جائے گا ابوشہبہ نے لکھا ہے:

ان الحكم على افراد غير السبب مدلول عليه بالنص النازل فيه عندالجمهور وذلك النص قطعی الثبوت اتفاقاً ، وقد يكون مع هذا قطعی الدلالة اما غير الجمہور فالحكم عندهم على غير افراد السبب ليس مدلولاً عليه بالنص بل بالقياس اوالا ستدلال بالكلمة المعروفة عند الاصوليين وكلاهما غير قطعی۔(50)

یعنی جمہور کے نزدےک صیغہ عموم کا اعتبار کرتے ہوئے دیگر افراد کے لیے بھی وہ نص نہ صرف قطعی الثبوت ہوگی بلکہ دلالت کے اعتبار سے بھی قطعی ہوگی جبکہ غیر جمہور کے نزدیک دیگر افراد کے لیے وہ نص اور حکم براہ راست دلیل نہیں بلکہ اس کی دلیل قیاس ہوگا یا اصولیین کے نزدیک اس معروف قاعدہ (حكمی على الواحد حكمی على الجماعة) سے استدلال کیا جائے گا اور یہ دونوں غیر قطعی ہیں۔

ایک آیت کے مختلف اسباب نزول اور ان میں ترجیح و تطبیق کے اصول و ضوابط:

کتب تفاسیرمیں بعض اوقات ایک ہیآیت کی تفسیر میں اس کے مختلف سبب نزول مذکور ہوتے ہیں ایسی حالت میں ضروری نہیں ہوتا کہ وہ سبب آیت کے حقیقی سبب نزول ہوں بلکہ وہ آیت کے حکم میں داخل ہوتے ہیں اور آیت کے مختلف مصداق ہوتے ہیں سوائے اس کے کہ روایت کے الفاظ سے یا دیگر قرائن سے صراحت ہوتی ہو کہ یہ آیت کا حقیقی سبب نزول ہے۔ لیکن جب ایک ہیآیت کے تحت ایک سے زائد روایات ایسی ہوں جو واضح طور پر اس آیت کے نزول کے سبب پر دلالت کرتی ہوں تو ان کے درمیان ترجیح و تطبیق کا کوئی اصول اپنانا ہوگا ایسی روایات میں مختلف صورتیں بنتی ہیں جو یہاں مع امثلہ درج ذیل ہیں:

۱- وان ذكر واحد سببا و آخر سببا غيره، فان كان اسناد احدهما صحيحا دون الاخر فالصحيح المعتمد- -- (51)

اگر کوئی ایک سبب کو بیان کرے اور دوسرا شخص اس کے علاوہ دوسرا سبب ذکر کرے تو ان میں سے جس قول کی اسناد صحیح ہوں گی وہی صحیح اور قابل اعتماد ہوگا۔

حضرت جندب بن سفیانؓ نے فرمایا:

اشتکی رسول اللہ، فلم یقم لیلتین او ثلاثا، فجاءت امراۃ فقالت: یا محمد، انی لا رجو ان یکون شیطانک قد ترکک ، لم ارہ قربک منذ لیلتین او ثلاثاً، فانزل اللہ عزوجل (وَالضُّحَى وَاللَّيلِ اِذَا سَجَى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى)(52، 53)

ایک دفعہ اللہ کے رسول کی طبیعت ناساز تھی تو آپ دو یا تین راتیں تہجد کے لیے نہ اٹھ سکے تو ایک عورت(54) آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی اے محمد ، مجھے یہ لگتا ہے کہ تیرے شیطان نے تجھے چھوڑ دیا ہے میں نے دو یا تین راتوں سے اسے تیرے پاس نہیں دیکھا اس پر اللہ تعالیٰ نے سورہ والضحی کی مذکورہ تین آیات نازل کیں۔

دوسری روایت جسے امام طبرانی نے نقل کیا۔

حضرت خولہؓ جو آپ کی خادمہ تھیں سے مروی ہے:(آپ کے) گھر میں ایک کتے کا پلا داخل ہوا اور چارپائی کے نیچے گھس گیا اور وہیں پر مر گیا۔ پھر آپ پر کئی دن وحی نازل نہ ہوئی تو آپ نے فرمایا اے خولہ اللہ کے رسول کے گھر میں ایسی کیا بات ہوئی کہ جبریل وحی لے کر نہیں آئے؟ کیا گھر میں کوئی ایسی نئی بات ہوئی؟ تو میں نے عرض کیا واللہ یہ دن بھی ہم سارے باقی دنوں کی طرح ایک اچھا دن ہی ہے آپ نے اپنی چادر پکڑی اسے لپیٹ کر باہر تشریف لے گئے۔میں نے (اپنے جی میں) یہ کہا کیوں نہ گھر میں صفائی کروں اور جھاڑو دوں۔ جب میں نے چارپائی کے نیچے جھاڑو پھیرا تو وہاں کوئی بھاری چیز تھی یہاں تک کہ میں نے اسے نکال لیا تو وہ مردہ پلا تھا پس میں نے اسے پکڑ کر دیوار کے پیچھے پھینک دیا۔ اللہ کے نبی جب تشریف لائے تو آپ کی داڑھی کانپ رہی تھی جیسا کہ آپ پر وحی نازل ہونے کے دوران آپ پر کپکپی طاری ہوتی۔ آپ نے فرمایا اے خولہ مجھے کمبل اوڑھا دو اس وقت اللہ تعالیٰ نے (سورہ والضحی کی) آیات(والضحی واللیل اذا سجی ما ودعک ربک وماقلی) نازل کیں۔ (55)

امام ابن حجر نے اس روایت پر اور آیت کے سبب نزول ہونے پر تنقید کرتے ہوئے بیان کیا ہے:

سورہ والضحی کی آیات کے سبب نزول میں وہ روایت جس میں آپ کی چارپائی کے نیچے جرو کلب یعنی کتے کے پلے کی موجودگی کا ذکر ہے میں نے اس روایت کو طبرانی میں ایسی سند کے ساتھ دیکھا جس میں ایک راوی ایسا ہے جو معروف نہیں۔ لم یشعر بہ ؟(یہ بات سمجھ سے باہر ہے)؟ کہ اس وجہ سے جبریل

وحی لانے سے رک گئے۔ آپ کی چارپائی کے نیچے کتے کی موجودگی کی وجہ سے جبریل کا وحی لانے سے رک جانے کا واقعہ اگرچہ مشہور ہے لیکن اس کو اس آیت کا سبب نزول کہنا عجیب قول ہے بلکہ شاذ اور مردود ہے اس کے مقابلہ میں وہی قابل اعتماد ہے جو صحیح بخاری میں منقول ہے۔ (56)

مذکورہ بالا دونوں روایات میں سے چونکہ صحت اسناد کے حوالے سے پہلی روایت کو فوقیت حاصل ہے اس لئے دوسری روایت آیت کے سبب نزول میں قابل قبول نہیں ہوگی۔

۲۔ ان یستوی الا سنادان فی الصحة، فیرجح احدهما یکون راویه حاضر القصه، او نحو ذلک من وجوه الترجیحات- (57)

جب دونوں روایات کی اسناد صحت کے درجہ میں مساوی ہوں گی۔ ان میں اس کو ترجیح دی جائے گی جس کا راوی واقعہ میں خود موجود ہو گا یا اسی قسم کی کوئی اور وجہ ترجیح پائی جائے گی۔

(وَيَسئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِناَمرِرَبِّيوَمَا اُوتِيتُم مِّن العِلمِ ِلاَّ قَلِيلاً)- (58)

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے:

ایک دفعہ میں نبی کریمﷺ کے ساتھ ایک کھیت میں جا رہا تھا آپ کھجور کی چھڑی پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ چند یہودی قریب سے گزرے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ آپ سے روح کے بارے پوچھو تو کسی نے کہا تمہیں اس کی کیا ضرورت ہے اور ان میں سے کسی نے یہ کہا کہ ہو سکتا ہے وہ تمہیں کوئی ایسی بات کہہ دیں جو تمہیں پسند نہ ہو۔ چنانچہ انہوں نے طے کیا کہ آپ سے روح کے بارے پوچھا جائے سو انہوں نے آپ سے پوچھا تو جواب میں آپ خاموش رہے اور کچھ بھی جواب نہ دیا۔ میں سمجھ گیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے میں اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور جب وحی نازل ہو چکی تو آپﷺ نے فرمایا(ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما او تیتم من العلم الاقلیلا)-(59)

اسی آیت کے سبب نزول کے حوالے سے دوسریروایت حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا:

اہل قریش نے یہود سے کہا کہ ہمیں کوئی ایسی بات بتاؤ جو ہم اس شخص (نبی کریمﷺ) سے پوچھیں انہوں نے کہا تم ان سے روح کے بارے سوال کرو فرمایا: تو انہوں نے روح سے متعلق آپ سے پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں(ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما او تیتم من العلم الاقلیلا)--- (60)

یہ روایت تو اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی ہو جبکہ پہلی روایت اس کے برعکس ہے۔ اس ضمن میں ترجیح اس روایت کو دی

جائے گی جسے بخاری نے نقل کیا جو دوسری تمام روایتوں سے زیادہ صحیح ہے کیونکہ اس کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بذات خود اس واقعہ میں موجود تھے۔ (61)

۳۔ ان یمکن نزولھا عقیب السببین والاسباب۔۔ بالا تکون معلومة التباعد۔۔۔ فی حمل علی ذلک۔(62)

ممکن ہے کہ کسی آیت کا نزول دو یا زیادہ اسباب کے بعد ہوا اور ان دونوں کے وقوع کا درمیانی فاصلہ معلوم نہ ہو تو ایسی صورت میں آیت کا نزول ہر سبب پر محمول کیا جائے گا۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی پر نبی کریم□ کی موجودگی میں شریک بن سحماءکے ساتھ تہمت لگائی تو آپ نے ہلال سے فرمایا(گواہ لاؤ ورنہ تمہاری پشت پر حد قذف لگے گی) ہلال نے عرض کیا یا رسول اللہ □ اگر ہم میں سے کوئی اپنی بیوی کو کسی غیر مرد کے ساتھ دیکھے تو کیا وہ گواہ ڈھونڈتا پھرے لیکن آپ یہی فرماتے رہے کہ گواہ لاؤ ورنہ تمہاری پشت پر حد قذف لگے گی) اس پر ہلال نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپکو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں سچا ہوں اس لئے اللہ تعالیٰ ضرور کوئی ایسا حکم نازل کریں گے جو میری پشت کو حد سے بچالے گا اس کے بعد جبریل اترے اور آپ پر یہ آیات نازل ہوئیں (وَالَّذِینَ یَرمُونَ اَزوَاجَہُم وَلَم یَکُن لَّہُم شُہَدَاء الَّا اَنفُسُہُم فَشَہَادَۃُ اَحَدِہِم اَربَعُ شَہَادَاتٍ بِاللَّہِ انَّہُ لَمِنَ الصَّادِقِینَ وَالخَامِسَۃُ اَنَّ لَعنَتَ اللَّہِ عَلَیہِ ان کَانَ مِنَ الکَاذِبِینَ وَیَدرَأُ عَنہَا العَذَابَ اَن تَشہَدَ اَربَعَ شَہَادَاتٍ بِاللَّہِ اِنَّہُ لَمِنَ الکَاذِبِینَ وَالخَامِسَۃَ اَنَّ غَضَبَ اللَّہِ عَلَیہَااِن کَانَ مِنَ الصَّادِقِینَ) (63، 64)

دوسری روایت حضرت سہل بن سعد سے مروی ہے کہ عویمر عاصم بن عدی کے پاس آئے جو قبیلہ بنو عجلان کے سردار تھے اور ان سے پوچھا کہ آپ اس بارے کیا کہتے ہیں جب ایک شخص اپنی بیوی کو کسی دوسرے مرد کے ساتھ دیکھے اگر وہ اسے قتل کردے تو تم لوگ اسے قتل کر ڈالو گے ایسےمیں وہ شخص کیا کرے اس بارے آپ سے پوچھ کر بتائیں چنانچہ عاصم نبی کریم□ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ □ (مسئلہ پوچھا) تو آپ نے اس قسم کے سوالات کو نا پسند فرمایا۔ پھر جب عویمر نے عاصم سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ نے ان مسائل کو نا پسند کیا اور برا سمجھا اس پر عویمر نے کہا واللہ میں رسول اللہ □ سے اس بارے ضرور پوچھوں گا۔ عویمر خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اپنی بیوی کے ساتھ دیکھے تو کیا وہ اسے قتل کر ڈالے تو جواب میں آپ اسے

(قصاص میں) قتل کر دیں گےایسی حالت میں وہ کیا کرے؟اس پر آپ نے فرمایا (اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے حق میں قرآن (کا حکم) نازل کیا ہے)) اس کے بعد آپ نے دونوں میاں بیوی کو لعان کرنے کا حکم دیا جیسا کہ قرآن میں حکم نازل ہوا۔ --(65)

ان روایات سے متعلق محدثین کی رائے ہے کہ ان کے درمیان تعارض نہیں ہے بلکہ یہ دونوں واقعات ہی آیت کے سبب میں داخل ہیں۔ امام نووی کے نزدیک مذکورہ آیت دونوں کے حق میں نازل ہوئی یعنی یہ دونوں واقعات ایک ہی آیت کے نزول کا سبب بنے:

یحتمل انها نزلت فیهما جمعیاً فلعلّهما سالا فی وقتین متقاربین فنزلت الایة فیهما۔۔۔ وکانت قصة اللعان فی شعبان سنة تسع من الهجرة- (66)

اس بات کا احتمال ہے کہ آیت (لعان) دونوں (ہلال اور عویمر) کے بارے نازل ہوئی ہو سکتا ہے کہ دونوں نے قریب قریب کے اوقات میں سوال کیا ہو تو اس آیت کا نزول دونوں کے حق میں ہو گیا۔ یہ لعان کا واقعہ ہجرت کے نویں سال شعبان میں پیش آیا۔

ایسی روایات میں ابن حجر عسقلانی کا بھی یہی قول ہے:

ولا مانع ان تتعدد القصص ویتحد النزول- (67)

علامہ سیوطی نے ان دونوں روایات سے متعلق بیان کیا ہے کہ ان دونوں روایات کو اس طرح جمع کیا گیا ہے کہ پہلے یہ واقعہ ہلا ل بن امیہ کو پیش آیا اور اتفاق سے اسی وقت عویمر بھی آگئے اس لئے یہ آیت ایک ساتھ دونوں سے متعلق نازل ہوئی۔ (68)

۴۔ الا یمکن ذلک: فیحمل علی تعدد النزول وتکررہ- (68)

اگر یہ ممکن نہ ہو (کہ ایک سے زائد اسباب کے لئے ایک ہی آیت نازل ہوئی) تو (متعدد اسباب میں نازل ہونے والی) آیت کو متعدد اور مکرر نزول پر محمول کیا جائے گا۔ اس اصول کی وضاحت میں چند امثلہ درج ذیل ہیں:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کہ نبی کریم حضرت حمزہؓ کی شہادت کے بعد ان کی لاش کے پاس کھڑے تھے جس کا مثلہ کر دیا گیا تھا۔۔۔ چنانچہ آپ نے یہ دیکھ کر حلف اٹھایا کہ میں آپ کے بدلہ میں ستر آدمیوں کا مثلہ کروں گا تو ابھی حضور وہیں کھڑے تھے کہ حضرت جبریلؑ سورہ نحل کی اختتامی آیات لے کر نازل ہوئے (وان عاقبتم فعاقبو بمثل ما عوقبتم به) آخر سورت تک۔ اس پر آپ نے صبر فرمایا اور اپنی قسم کو چھوڑ دیا اور جو ارادہ کیا اس سے رک گئے۔ (70)

حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے جب احد کا معرکہ ہوا تو انصار میں چونسٹھ لوگ اور چھ انصاری شہید ہوئے ان میں حضرت حمزہؓ بھی شامل تھے جن

کا مثلہ کیا گیا اس وقت انصار نے کہا اب جب ہم ان پر فتح پائیں گے تو ان کے ساتھ اس سے بڑھ کر برا سلوک کریں گے لہٰذا جب فتح مکہ کا دن آیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ (71)

ان میں سے پہلا واقعہ احد کے مقام پر پیش آیا جبکہ دوسری روایت سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ آیت فتح مکہ کے موقع پر نازل ہوئی۔

صاحب اتقان نے اس بارے علامہ ابن حصار کا قول نقل کیا ہے کہ ان روایات میں جمع و تطبیق کی سبیل یہ ہوگی کہ یہ آیات سب سے پہلے تو بقیہ سورت کے ساتھ ہی قبل از ہجرت مکہ میں نازل ہوئیں کیونکہ سورہ نحل مکی سورت ہے۔ پھر دوسری مرتبہ یہ آیات احد میں نازل ہوئیں اس کے بعد تیسری مرتبہ ان کا نزول فتح مکہ کے موقع پر ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنے بندوں کے لیے بغرض تذکیر ان کا نزول بار بار ہوا۔ (72)

علامہ زرکشی نے تکرار نزول کے فوائد میں لکھا ہے:

وقد ينزل الشئی مرتين تعظيما لشانه، وتذكيرا به عند حدوث سببه، خوف نسيانه؛ وهذا كما قيل فی الفاتحه نزلت مرتين: مرة بمكة ، واخری بالمدينة- (73)

کبھی کسی شے کو دو مرتبہ نازل کیا جاتا تاکہ اس کی شان بڑھائی جائے، اور اس کے سبب کے واقع ہونے پر اس سے نصیحت لینے کی غرض سے تاکہ اس وقت وہ بھول نہ جائے۔ جس طرح سورہ فاتحہ کے بارے کہا گیا کہ یہ سورت دو مرتبہ نازل ہوئی ایک دفعہ مکہ اور دوسری مرتبہ مدینہ میں نازل ہوئی۔

اس کے بعد علامہ زرکشی نے تکرار نزول کی کئی امثلہ نقل کی ہیں اور واضح کیا کہ ان روایات کے بارے کوئی اشکال نہیں ہونا چاہئے کیونکہ ایک ہی آیت بار بار نازل ہوتی اور اس تکرار نزول میں کیا حکمت تھی آپ نے اس نکتہ کی وضاحت ان الفاظ میں کی۔

والحكمة فی هذا كله: انه قد يحدث سبب من سوال او حادثة تقتضی نزول آية؛ وقد نزل قبل ذلک ما يتضمنها، فتودی تلک الاية بعينها الی النبیﷺ تذكيراً لهم بها، وبانها تتضمن هذه۔(74)

ان تمام امور میں حکمت یہ ہے کہ جب کسی سوال یا واقعہ کی وجہ سے کوئی ایسا سبب واقع ہوتا ہے جو آیت کے نزول کا تقاضا کرتا ہے لیکن اس سے قبل اسی مضمون کو شامل آیت نازل ہو چکی ہوتی ہے لہٰذا وہی آیت بعینہ آپ کو عطا کی جاتی جس کا مقصد لوگوں کو یاد دہانی کروانا ہوتا اور یہ واضح کرنا کہ وہی آیت اس معاملہ کو بھی شامل ہے۔

سبب واحد میں نازل ہونے والی مختلف آیات:

ایک صورت تو وہ ہے جس میں ایک ہی آیت کے نزول کے اسباب مختلف ہوتے ہیں جبکہ اس کے برعکس دوسری صورت یہ ہے کہ مختلف آیات کے نزول کا سبب ایک ہو علامہ سےوطی نے اس بارے لکھا ہے:

ان یُذکر سبب واحد فی نزول الآیات المتفرقة، ولا اشکال فی ذلک، فقد ینزل فی الواقعه الواحدة آیات عدیدة فی سورشئی-ء(75)

مثال کے لیےیہاں تین روایات درج ذیل ہیں جن میں مختلف آیات کے نزول کا ذکر ہے لیکن ان کے نزول کا بنیادی سبب ایک ہی ہے۔

۱- عن ام سلمةؓ قالت: قلت یا رسول اللہ ، یذکر الرجال ولا یذکر النساءفانزل اللہ عزوجل (ںَّ المُسلِمِینَ وَالمُسلِمَاتِ وَالمُمِنِینَ وَالمُمِنَاتِ) (76)

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ (قرآن مجید میں) مردوں کا ذکر کرتے ہیں اور عورتوں کا نہیں کرتے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (اِنَّ المُسلِمِینَ وَالمُسلِمَاتِ وَالمُمِنِینَ وَالمُمِنَاتِ)

۲- روایت ہے حضرت ام سلمہؓ سے انہوں نے آپ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺمیں نے اللہ تعالیٰ سے ہجرت کے معاملہ میں عورتوں کا ذکر نہیں سنا اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی (اَنّیلاَ اُضِیعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنکُم مِّن ذَکَرٍ اَواُنثَی بَعضُکُم مِّن بَعضٍ) (77، 78)

۳- عن ام سلمةؓ انها قالت: یغزو الرجال، ولا تغز والنساء، وانما لنا نصف المیراث، فانزل اللہ تبارک و تعالیٰ (وَلاَ تَتَمَنَّوامَا فَضَّلَ اللّهُ بِهِ بَعضَکُم عَلَی بَعضٍ)(79، 80)

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے فرمایا مرد جہاد کرتے ہیں اور عورتیں جہاد نہیں کرتیں اور ہمارے لئے میراث بھی آدھی ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے آیات نازل کیں(وَلاَ تَتَمَنَّوامَا فَضَّلَ اللّهُ بِهِ بَعضَکُم عَلَی بَعضٍ)۔

اسباب نزول پر لکھی گئی کتب:

۱۔ **اسباب النزول**: اس معروف کتاب کے مؤلف امام واحدی ہیں یہ کتاب دارالمیمان سے ڈاکٹر ماہر یٰسین کی تحقیق سے ضخیم جلد میں شائع کی۔

۲۔ **العجاب فی بیان الاسباب**: یہ معروف محدث ابن حجر عسقلانی کی تالیف ہے اور دار ابن جوزی سے دوضخیم جلدوں میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔

۳۔ **لباب النقول فی اسباب النزول**:یہ کتاب علامہ جلال الدین سےوطی کی رقم کردہ ہے جو دارالکتب العلمیة سے شائع ہوچکی ہے۔

۴۔ **الصحیح المسند من اسباب النزول**:اس کتاب کے مولف مقبل بن ہادی الوادعی ہیں اور یہ کتاب مکتبہ ابن تیمیہ سے طبع ہوئی۔

۵۔ **الجامع فی اسباب النزول**:حسن عبدالمنعم شلبی کی تالیف ہے۔موسسة الرسالة سے شائع ہوئی مولف نے اسباب نزول پر لکھی گئی امہات کتب سے خوب استفادہ کیا ہے۔

حوالہ جات و حواشی

۱۔ شاہ ولی اللہ ،الفوز الکبیرفی اصول التفسیر ، مترجم سلیم عبداللہ ، کراچی، اردو اکیڈمی،1960ء، ص29، 30

Shah Wali Ullah , Al-Foz al. Kabir fi Usul al.tafsir, Translated by: Salem Abdullah, Urdu Academy, Karachi, 1960, p 29, 30

۲۔ ابن تیمیہ ،مقدمہ فی اصول التفسیر،لاہور،المکتبة العلمية، ص ۹

Ibn Taimiyyah, Muqaddimah Fi Usul Tafsir, Al-Maktabah al- Ilmiyyah, Lahore, p 9

۳۔ الفوز الکبیر، ص 98 　 Al-Foz al. Kabir fi Usul al.tafsir, p 98

۴۔ سیوطی،جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن،بیروت ،دارالکتب العلمیة،1999، 120/1

Sayuti, Jala al-Din, Al-Itiqan fi Uloom al-Quran, Dar al-Kutub al-ilmiyyah, Bairut,1999, 1/120

۵۔ آل عمران3: 188 　 Al-Imran, 188:3

۶۔ الاتقان121/1 　 Al-Ittiqan, 1/121

۷۔ آل عمران ۳: 187-188 　 Al-Imran, 3:187-188

۸۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر باب (لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا)، حدیث 4568

Saheh Bukhari, Kitab al-Tafsir, Hadith: 4568

۹۔ المائدہ5: 93 　 Al-Maaidah 5:93

10- صحیح ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة المائدہ، حدیث 3050،3051

Saheh Tirmazi, Kitab Tafsir al-Quran, Bab min Surah al- Maaidah, Hadith: 3050, 3051

۱۱۔ البقرة2: 158 　 Al-Baqarah 2:158

12- ابن شمائل القطیعی ،مراصد الاطلاع علی اسماءالامکنة والبقاع،بیروت،دار الجیل،1412ھ، 1070/3

Ibn Shamail, al-Qati'i, Marasid al-Ittila ala asma al-amkinah wa albaqa, Dar al-Jeel, Bairut, 1412, 3/1070

13- صحیح بخاری، کتاب التفسیر باب: قولہ تعالیٰ(ان الصفا والمروہ من شعائراللہ---) حدیث 445

Saheh Bukhari, Kitab al-Tafsir, Hadith:445

14- الانفال8: 17 　 Al-Anfal 8:17

15- واحدی،اسباب النزول ،ریاض،دار المیمان،2005ء ، ص 395

Wahidi, Asbab al-Nuzool, Dar al-Miman, Riyaz, 2005, 395

16- سیوطی،جلال الدین،لباب النقول فی اسباب النزول ،بیروت،دارالکتب العلمیۃ،ص95

Sayuti, Jala al-Din, Lubab al-Nuqool fi asbab al-nuzool, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Bairut, 95

17- زرکشی،بدرالدین،البرھان فی علوم القرآن،بیروت،دارالکتب العلمیۃ،2001ء، 45/1

Zarkashi, Badr al-Din, Al-Burhan fil Uloom al-Quran, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Bairut, 2001, 1/45

18- الاتقان 122/1 Al-Ittiqan, 1/122

19- التوبۃ 9: 409 Al-Taubah 9:409

20- طبری، جامع البیان عن تاویل آی القرآن،قاھرہ،دار الحدیث،1431، 257-260

Tabari, Jami' al-Bayan an Tawil Aay al-Quran, Dar al-Hadith, Qahirah, 1431 AH, 14/ 257-260

21- الاحزاب33: 37 Al-Ahzab 33: 37

۲۲- صحیح بخاری، کتاب التفسیر ، باب (و تخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ) حدیث: 4787

Saheh Bukhari, Kitab al-Tafsir, Hadith:4787

23- امام حاکم، المستدرک، تفسیر سورۃ الاحزاب، حدیث 3663؛ لباب النقول فی اسباب النزول ص 159

Imam Hakim, Al- Mustadrak , Tafsir Surah al- Ahzab, Hadith: 3563; Lubab al-Nuqool, 159

24- الاحقاف 17:46 Al-Ahqaf 17: 46

25- صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب: (والذی قال لوالدیہ اف لکما اتعداننی۔۔) حدیث 4827

Saheh Bukhari, Kitab al-Tafsir, Hadith:4827

26- الانعام6: 145 Al-an'an 6: 145

27- البرھان،1/ 46، 47 Al-Burhan, 1/ 46, 47

28- واحدی، اسباب النزول ص 96 Wahidi, Asbab al-Nuzool 96

29- ابن سعد،الطبقات الکبری ،بیروت،دار صادر،1968ء، 338/2

Ibn Saad, Al-Tabqat al-Kubra, Dar Sadir, Bairut, 1968, 2/338

30- صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن باب القراءمن اصحاب النبی حدیث 5002

Saheh Bukhari, Kitab Fazail al-Quran, Hadith:5002

31- امام حاکم، معرفہ علوم الحدیث،المدینۃ المنورۃ،المکتبۃ العلمیۃ،1977ء، 20

Imam Hakim, Ma'rifah Ulum al-Hadith, Al-Maktabah al-Ilmiyyah, Al-Madinah al-Munawwarah, 1977, 20

32- الاتقان،127/1 Al-Ittiqan 1/127

۳۳ البرھان،56/1 Al-Burhan, 1/56

34- الفوز الکبیر، ص96 Al-Fauz Al-Kabir 96

35- ایضاً، ص192 Ibid 192

36- ابو شہبہ، المدخل لدراسة القرآن الكريم،الكويت،غراس للنشر والتوزيع،1424ھ، ص:144
Abu Shahbah, al-Madkhal lidarastah al-Quran al-Karim, Gharas, al-Kuwait, 1424 AH, p144
37- مقدمہ فی اصول التفسیر، ص ۹ Muqaddimah fi Usul al-Tafsir 9
38- نور الدین عتر، علوم القرآن الكريم ،دمشق،مطبعة الصباح،ص 53؛ زرقانی ،مناھل العرفان فی علوم القرآن،بیروت، دار احیاءالتراث العربی،2002ء، ص: 94
Noor Al-Din, Atr, Uloom al-Quran al-Karim, Matbah al-Sabah, p53,; Zaqani, Manahil ul Irfan fi Ulom al-Quran, Dar Ihya al-Turath al-rabi, 2002,94
39- ابن تیمیة،مجموع الفتاوی، المدینة النبویة،مجمع الملک فهد لطباعة المصحف الشریف،1416ھ، 346/15
Ibn Taimiyyah, Majmoo al-Fatawa , Al Madinah al-Nabawiyyah, Majma al-Malik Fahd litabah al-Mashaf al-Sharif, 1416 AH, 15/346
40- خلاف، عبدالوھاب، علم اصول الفقہ،بیروت، ص 154
Khallaf, Abd alWahhab, Ilm Usul al-Fiqh, Bairut, 154
41- مقدمہ فی اصول التفسیر، ص ۸، ۹ Muqaddimah fi Usul al-Tafsir 8,9
42- البقرة 2: 196 Al-Baqarah 2:196
43- صحیح بخاری، کتاب التفسیر باب قولہ تعالیٰ (فمن کان منکم مریضا---) حدیث 4517
Saheh Bukhari, Kitab al-Tafsir, Hadith:4517
۴۴ هود، 11: 114 Hud 11:114
45- صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ ((واقم الصلوة طرفی النہار---)) حدیث 4687
Saheh Bukhari, Kitab al-Tafsir, Hadith:4687
46- البقرة 2: 204 Al-Bqarah 2: 204
47- جامع البیان،232/4 Jami' al-Bayan 4/232
48- المائدہ 5: 38 Al-Maaidah 5: 38
49- الاتقان،124/1 Al-Ittiqan 1/124
50- المدخل لدراسة القرآن الكريم، ص 158
Al-Madkhal lidirasah al-Quran al-Karim, p 158
51- الاتقان 128/1 Al-Ittiqan 1/128
52- والضحی93: 1-2 Al-Zuha 93: 1-2
53- صحیح بخاری، کتاب التفسیر ، باب (ماودعک ربک وما قلی) حدیث: 4950
Saheh Bukhari, Kitab al-Tafsir, Hadith:4950

54- یہ عورت حرب کی بیٹی اور ابو لہب کی بیوی ام جمیل تھی۔ دیکھئے ابن حجر، فتح الباری8/ 710
Ibn Hajar, Fath al-Bari, 8/710

56- فتح الباری ،710/8　Fath al-Bari, 8/710

57- الاتقان،130/1　Al-Ittiqan 1/130

58- بنی اسرائیل 17:85　Bani Israil 17:85

59- صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب (ویسئلونک عن الروح) حدیث 4721
Saheh Bukhari, Kitab al-Tafsir, Hadith: 4721

60- سنن ترمذی، کتاب، تفسیر القرآن باب ومن سورۃ بنی اسرائیل، حدیث: 3140
Saheh Tirmazi, Kitab Tafsir al-Quran, Hadith 3140

61- الاتقان،130/1　Al-Ittiqan 1/130

62- ایضاً　Ibid

63- النور، 24: 6-9　Al-Noor 24: 6-9

64- صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب ((ویدرواعنها العذاب ان تشهد اربع شهدت بالله--)) حدیث: 4747
Saheh Bukhari, Kitab al-Tafsir, Hadith: 4747

65- ایضاً باب قولہ عزوجل (والذین یرمون ازواجهم--)، حدیث: 4745
Ibid, Hadith 4745

66- النووی،المنهاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج،بیروت،دار احیاءالتراث العربی،1392ھ، 120/10
Al-Nawavi, Al-Minhaj sharh Shaeh Muslim bin al-Hajjaj, Dar Ihya al-Turath al-Arabi, 1392AH, 10/120

67- فتح الباری،450/8　Ibn Hajar, Fath al-Bari, 8/450

68- الاتقان،132/1　Al-Ittiqan 1/132

69- ایضاً　Ibid

70- بیهقی،دلائل النبوۃ و معرفة احوال صاحب الشریعة،بیروت،دار الکتب العلمیة1405ھ،288/3؛ مستدرک، 218/3
Baihqi, Dalail al-Nubuwwah wa Ma'rifah ahwal Sahib al-SHariah, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah Bairut, 1405AH, 3/288; Mustadrik , 3/ 218

71- سنن ترمذی ، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ النحل، حدیث: 3129
SunanTirmazi, Kitab Tafsir al-Quran, Hadith 3129

72- الاتقان، 130/1　Al-Ittiqan 1/130

73- البرہان، 54/1　Al-Burhan 1/54

74- ایضاً، 55/1　Ibid, 1/55

75- الاتقان، 135/1　Al-Ittiqan 1/135

76- الاحزاب 33:53الایۃ---- مستدرک، 451/2　Al-Ahzab 33:53

۷۷- ال عمران 3:195
Al-Imran 3: 195

78- سنن ترمذی ، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ النساء، حدیث: 3023
SunanTirmazi, Kitab Tafsir al-Quran, Hadith 3023

79- النساء4:32
Al-Nisa, 4: 32

80- سنن ترمذی ، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ النساء، حدیث: 3023
SunanTirmazi, Kitab Tafsir al-Quran, Hadith 3023